غزل

جناب
سعادت
نظیر

شعلوں میں عکس ہے ترے رعب و جلال کا　　پھولوں پہ رنگ ہے ترے حسن و جمال کا
ہمت ہے شرطِ خاص رہِ انقلاب میں　　بن جا نمونہ اِس صفتِ بے مثال کا
جو چاہتا ہے کر مگر اتنا خیال رکھ　　ہر وقت سامنے رہے نقشہ مآل کا
ممکن اگر ہو "قصۂ ماضی" کو بھول جا　　تیرا ہر ایک لفظ ہو آئینہ "حال" کا
ہاں، طے خموشیوں سے کئے جا رہِ عمل　　اے بے خرد! یہ وقت نہیں قیل و قال کا
ساقی! مئے نشاط کے ساغر پلائے جا　　مطرب! سنا دے گیت کوئی برشگال کا

لے جذبۂ خلوص سے وہ کام اے نظیر
نقشہ بدل دے اہلِ جہاں کے خیال کا

غزل

جناب
قیس
رامپوری

جستجو میں تری سو بار حرم تک پہنچا
پھر بھی یہ سر نہ ترے نقشِ قدم تک پہنچا
سامنے منزلِ مقصود نظر آتی ہے
اور اے ہمتِ دل چند قدم تک پہنچا
جب یقیں تجھ کو مری حالتِ غم کا نہ ہوا
ہو کے مجبور ترے سر کی قسم تک پہنچا
آنکھ روئی جو لہو بھی تو نتیجہ کیا تھا
اُس کا دامن نہ مرے دیدۂ نم تک پہنچا
ہے یہ اُمید کہ سائل نہ پھرے گا خالی
ہاتھ جس دم ترے دامانِ کرم تک پہنچا
آگئے آنکھ میں بیساختہ اُن کی آنسو
کہتے کہتے جو میں افسانۂ غم تک پہنچا
قیس مجھ سے ہی رہی دشتِ جنوں میں رونق
کوئی وحشی نہ مرے نقشِ قدم تک پہنچا